Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://jscrr.edu.com.pk
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

MUEENA NUSRAT: A FORGOTTEN POETESS OF HYDERABAD, SINDH

Dr.Abdul Qudoos Hassan Rashid
Incharge/Chairperson, Department of Urdu, GC University, Hyderabad
abdul.qudoos@gcuh.edu.pk

ABSTRACT

Hyderabad is a popular region in terms of poetry and literature. Many literary figures were born from here. Hyderabad is full of such figures. However, some literary figures are not mentioned. One of such unknown literary figures is Moina Nusrat (2011-1931). Moina Nusrat was the younger sister of Khaliq Ibrahim Khaliq (2006-1926). She migrated with her family after the partition of India and settled in Hyderabad, Sindh. She married twice but had no children. She spent most of her life in Hyderabad. He spent the last days of his life in Karachi and passed away there. Dadhyal, Nanhyal and his family were endowed with excellent literary taste. There were also poets among them. He was inspired by this environment to write poetry and prose. His special tendency in poetry was towards ghazals. During his studies, he came across the poetic side of his school teacher Fida Khalidi (1920-2001), and thus he started taking corrections from him. Miraj Jami, Aftab Mutthar, Muhammad Islam, and Sabih Rahmani are his teachers. He used to participate in poetry festivals in Karachi and Hyderabad, especially literary meetings. Several poets were also read in India. His only collection of poetry, "The Colors of Pictures", was published in Hyderabad in 1990. The collection includes hymns, naats, and 62 ghazals. Includes commentary by Fida Khalidi, Farid Shamsi (Alig) and Allama Nashur Wahidi (Kanpuri). The mention of Moina Nusrat as a poet is the discovery of the missing link in poetry and literature, and it is a step towards completing the mention of Hyderabad poets.

***Keywords**: Hyderabad Sindh. Poetry and Literature. Moina Nusrat. Book. Missing Link. Fida Khalidi. Allama Nashur Wahidi*

ابتدائیہ

حیدرآباد سیاسی، معاشی، سماجی اور تعلیمی سے پاکستان کے سرفہرست شہروں میں سے ایک ہے یہ پاکستان کے جنوبی حصے میں واقع صوبۂ سندھ کا دوسرا بڑا شہر ہے اس شہر نے دنیائے ادب کو کئی نامور شخصیات دی ہیں ان میں محققین، نثر نگار اور شاعر سبھی شامل ہیں تذکرہ نگاروں نے تذکرے لکھ کر آئندہ کے لیے محفوظ کرنے کی اپنی سی کوششیں کی ہیں اس کے باوجود شعرا کی ایک فہرست ایسی ہے جو گوشۂ گمنامی میں ہیں یا ان کا ذکر خال خال ملتا ہے۔ بہ قول سید کاظم حسنی: ''شعرائے حیدرآباد کے تذکروں میں ان شعرا کے تذکرے با آسانی مل جاتے ہیں جو مشاعرے پڑھا کرتے تھے البتہ وہ شعرا جو مشاعروں میں شرکت نہیں کرتے تھے عام طور پر ان کے تذکرے نہیں ملتے۔''[۱] سید کاظم حسنی کی یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ گمنام شعرا مشاعرے سے عموماً مشاعروں سے دور رہا کرتے تھے۔ ایسے گمنام شعرا محققین کی تحقیق کے منتظر ہیں تاکہ شعر و ادب کا خلا پر سکے اور پورا پورا شعری منظر نامہ سامنے آسکے۔ ایسے شعرا میں ایک نام معینہ نصرتؔ کا ہے جن کا ذکر حیدرآباد سندھ کے کسی تذکرے میں نہیں ہے اب تک حیدرآباد کے چھوٹے بڑے ۲۰ تذکرے سامنے آچکے ہیں ان تذکروں میں ''سندھ کے جدید اردو شعراء'' از مشتاق علی جعفری، ۲۔ ''تذکرۂ شعرائے اردو حیدرآباد'' از نہال اجمیری۔ بزم فروغِ ادب حیدرآباد، ۳۔ ''انکشاف'' از صابر بن ذوقی ۴۔ ''تین شاعر'' (جلد اوّل) از صابر بن ذوقی ۵۔ ''تین شاعر (جلد دوم)'' از سید ارتضا عزمیؔ ۶۔ ''ایک محقق تین ادیب'' از صابر بن ذوقی، ۷۔ ''تذکرۂ شعرائے حیدرآباد'' از مسرور احمد زئی، ۸۔ ''سندھ کے نعت گو'' از ماہ نامہ ''نعت'' لاہور، ۹۔ ''حیدرآباد سندھ کے نعت گو شعرا'' از سید محمد توصیف، ۱۰۔ ''حیدرآباد کے نعت گو'' از شہزاد احمد، ۱۱۔ ''حیدرآباد کی اردو شاعرات'' از شکیل احمد خان، ۱۲۔ کہکشاں از پروفیسر مرزا سلیم بیگ / حاجی عدیل، ۱۳۔ ''خوب صورت ادبی چہرے'' از تقی راجپوت، ۱۴۔ '' ادبی چہرے (جلد اول)'' از ظافر تشنہؔ ۱۵۔ ''ادبی چہرے (جلد دوم)'' ۱۶۔ از ظافر تشنہؔ، ادبی چہرے (جلد سوم) از ظافر تشنہؔ، ۱۷۔ ''سخن ورانِ حیدرآباد''، جلد اول از عشرت علی خان، ۱۸۔ ''سخنورانِ حیدرآباد جلد دوم'' از عشرت علی خان، ۱۹۔ ''تذکرۂ شعرائے لطیف آباد'' از حسیب گدی ۲۰۔ اور '' شعرائے حیدرآباد'' از پروفیسر ثاقب قریشی ۲۱۔ شامل ہیں۔

آباء و اجداد اور اہل خانہ

کشمیری برہمن ہندو ذات کی ایک شاخ ”کول“ ہے اسی شاخ سے موتی لال نہرو اور جواہر لال نہرو کا تعلق تھا جو دہلی کی ایک نہر پر آباد ہونے کی وجہ سے نہرو کہلائے۔ یہیں سے ایک کشمیری النسل برہمن ہندو قبیلہ مسلمان ہو گیا اور ترکِ وطن کر کے لکھنؤ میں جھوائی ٹولہ لکھنو میں آباد ہو گیا اور یہاں طبابت کا پیشہ اختیار کیا۔ اطبائے جھوائی ٹولہ نے ہند گیر شہرت حاصل کی۔ معینہ نصرت کا تعلق اسی خاندان سے تھا ان کے دادا حکیم عبد القوی، دادا کے بھائی حکیم عبد الولی اور والد حکیم محمد ابراہیم رفیق لکھنؤ کے معروف طبیب و حاذق تھے۔ ۲۲۔ گویا طباطت خاندانی پیشہ تھا اس خاندان کا شمار متمول گھرانوں میں ہوتا تھا۔ پورا خاندان نا صرف شعر و ادب کا دلدادہ تھا شعر و سخن میں بھی مشق سخن جاری رکھے ہوئے تھا۔ دادا حکیم عبد القوی اور والد حکیم محمد ابراہیم رفیق شعر او ادب کے قدردان تھے۔ دادا کے بھائی حکیم عبد الولی ادیب تھے۔ مرزا محمد عسکری حکیم عبد القوی اور حکیم عبد الولی کے سگے ماموں تھے۔ مرزا محمد عسکری ”تاریخِ ادب اردو“ کے مترجم اور کئی کتابوں اور کئی مصنف و مؤلف ہیں۔ تحریکِ پاکستان کے اکابر چودھری خلیق الزماں اور چودھری سلیم الزماں بھی رشتہ داروں سے تھے۔ حکیم محمد ابراہیم کی کل پانچ اولاد ہوئی جن کے نام خلیق ابراہیم خلیق، معینہ نصرت، امینہ شمس، شمیمہ رفیق اور عقیل ابراہم ہیں۔ ۲۳

خلیق ابراہیم خلیق (۲۰۰۶۔۱۹۲۶ء) ترقی پسند تھے۔ ابتدا میں فری لانسر صحافی تھے بعد ازاں محکمۂ فلم مطبوعات حکومت پاکستان سے وابستہ ہوئے اور ستائیس برس تک اسکرپٹ رائٹر اور پروڈیوسر رہے۔ غالب پر ایک فلم بنائی جو ریلیز نہیں ہو سکی۔ کچھ عرصہ بابائے اردو کے سیکریٹری بھی رہے۔ اصنافِ ادب میں شاعری، غزل، تنقید، افسانہ اور خود نوشت شامل ہیں۔ ان کی تصانیف میں خود نوشت ” منزلیں گردِ راہ کی مانند“ تنقید پر ”اردو غزل کے پچیس سال“ نظموں پر ”اُجالوں کے خواب“ افسانوی مجموعہ ”کامیاب ناکام “ اور ”عورت ، مرد اور دنیا“ ہیں۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں حکومت کی جانب سے تمغائے امتیاز عطا کیا گیا۔ ۲۴ خلیق ابراہیم خلیق کی اہلیہ مشہور شاعرہ رابعہ پنہاں کی صاحبزادی حمرہ خلیق ہیں اور صاحبِ کتاب ہیں ان کی تصانیف میں ” مژگاں تو کھول“ ، ”نمکین چائے اور باقر خانیاں“ اور کہاں کہاں سے گزر گئے“ شامل ہیں۔ بڑے صاحبزادے حارث خلیق مکینکل انجینئر اور اردو اور انگریزی کے شاعر ہیں چھوٹے صاحبزادے طارق خلیق انگریزی صحافت سے وابستہ ہیں۔

امینہ شمس ایک گھریلو خاتون تھیں تمام عمر مجرد زندگی گزاری ہے۔ شمیمہ رفیق درس و تدریس سے وابستہ تھیں اور گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول ٹنڈو محمد خان میں تعنیات رہی ہیں ۱۷ استمبر ۱۹۹۶ء میں مدتِ ملازمت سے سبکدوش ہوئیں حکومت نے ملازمت کے عرصے میں دو سال کی توسیع کی لیکن دو ماہ بعد ۲۶ نومبر ۱۹۹۶ کو توسیع ختم کر دی یہ بھی تمام عمر مجرد رہی تھیں۔ عقیل ابراہیم (۱۹۹۴۔۱۹۴۶ء) بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے یہ حیدر آباد سندھ کے معروف صحافی اور پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ کے صدر رہے ہیں بلال ابراہیم ان کے صاحبزادے ہیں۔

حالاتِ زندگی

معینہ نصرت 1931ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم و تربیت لکھنؤ ہی سے حاصل کی۔ تقسیم ہند کے بعد ساٹھ کے عشرے میں اہلِ خانہ سمیت پاکستان چلی آئیں۔ ابتدا میں کراچی میں قیام کیا لیکن مستقل سکونت حیدرآباد میں اختیار کی۔ حیدرآباد میں لطیف آباد یونٹ نمبر 6 میں رہائش اختیار کی، اس کے بعد گل سینٹر پلازہ، گل سینٹر میں مقیم رہیں۔ چھوٹی بہن شمیمہ رفیق، جو ملازمت کے غرض سے ٹنڈو محمد خان میں مقیم تھیں، ان کے ساتھ بھی رہیں۔ آخر میں کراچی کے بی-7، عابد اسکوائر، فیڈرل بی ایریا کے فلیٹ میں منتقل ہو گئیں اور انتقال تک وہیں رہیں۔ ابتدائی تعلیم قیامِ پاکستان سے قبل لکھنؤ ہی سے حاصل کی، جبکہ اعلیٰ تعلیم قیامِ پاکستان کے بعد حاصل کی۔ اورینٹل کالج حیدرآباد سے 1969ء میں ادیب فاضل کا امتحان پاس کیا اور پھر اورینٹل کالج کراچی میں داخلہ لیا۔ کراچی میں واقع اپنے گھر میں بچوں کے لیے "لٹل اسٹار اسکول" قائم کیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کو سلائی کڑھائی بھی سکھاتی تھیں۔ دو شادیاں کیں۔ پہلی شادی 1970ء کی دہائی کے آخر میں جمال الرحمن سے کی، جبکہ دوسری شادی 1980ء کی دہائی کے آخر میں فرید شمسی سے کی۔ فرید شمسی علیگ تھے اور کراچی سے ماہنامہ "بساط" اور ہفت روزہ "پنج لوگ" نکالتے تھے۔ یہ شادی زیادہ عرصہ جاری نہ رہ سکی اور کوئی اولاد بھی نہ ہوئی۔

معینہ نصرت نے 1980ء کی دہائی میں دو مرتبہ ہندوستان کا سفر کیا۔ اس دوران دہلی، لکھنؤ، کانپور، آگرہ، اجمیر وغیرہ کے دورے کیے۔ لکھنؤ اور کانپور میں مشاعرے پڑھے۔ ادبی شخصیات میں رام لعل (1923-1996ء)، علامہ نشور واحدی اور ڈاکٹر صبیحہ انور (پ: 1948ء) سے ملاقاتیں کیں۔ کانپور میں ہندوستان کے معروف شاعر و ادیب علامہ نشور واحدیؔ (1912ء-1983ء) سے خصوصی دعوت پر ملاقات کے لیے گئیں۔ ادیبوں اور شاعروں میں جن سے روابط تھے ان میں غلام ربانی تاباںؔ (1914-1993ء)، فدا خالدی (1920ء-2001ء)، پروفیسر کرارؔ حسین (1999ء-1911ء)، سید مجتبیٰ حسین (1922-1989ء)، اقبال عظیم (1913-2000ء)، سحر انصاری (پ: 1941ء)، اختر انصاری اکبر آبادی (1920-1985ء)، ظاہر قاسمی، عطا شاد، حمایت علی شاعر، فرید شمسی (علیگ)، طاہر آفریدی (1939-2021ء)، حکیم قمر آرزو (1950-2000ء)، ہاجرہ مسرور، خدیجہ مستور، صہبا لکھنوی، اسلم اشعر وغیرہ شامل تھے۔ معراج جامی، آفتاب مضطر، محمد اسلام، صبیح رحمانی استاد بھائی تھے، اور ان شخصیات سے معینہ نصرت کا ادبی تقریبات میں ملنا جلنا تھا، جو عام طور پر خواتین اور مردوں کے درمیان ہوتا ہے۔ کراچی کی دو ادبی تنظیموں "حلقہ یارانِ ادب" اور "بزمِ ادب کراچی" کی رکن تھیں۔

تصانیف

ان کا اب تک ایک ہی مجموعۂ کلام "تصویر کے رنگ" سامنے آسکا ہے ممکن ہے کہ صرف ایک یہی شائع ہوا ہے البتہ ان کا کلام ادبی مجلات ماہنامہ "نیا دور" لکھنؤ، طارق خلیق، اشاریہ میں تلاش کے باوجود کوئی کلام نہیں ملا۔ ماہنامہ "افکار" کراچی اور روزنامہ "پاسبان" حیدرآباد کے ادبی صفحے پر شائع ہوتا رہا ہے۔[۲۵] واحد اور دستیاب مجموعۂ کلام "تصویر کے رنگ" ۱۹۹۱ء میں بلال پبلیکیشن کے زیرِ اہتمام ۱۰۴۔ سی گل سینٹر حیدرآباد سندھ سے شائع ہوا۔ ۸۰ صفحات پر مشتمل اس مجموعے میں فدا خالدی کا تبصرہ، شاعرہ کا پیش لفظ، ایک حمد، ایک نعت اور ۶۲ غزلیں شامل، فرید شمسیؔ (علیگ) اور علامہ نشور واحدیؔ (کانپوری) کا فلیپ شامل ہے۔[۲۶]

بہ طورِ شاعرہ

معینہ نصرت ایک ادبی ذوق کے حامل گھرانے سے تھیں ددھیال، ننھیال اور بھائی شاعر وادیب تھے گویا بچپن ہی سے شعر و سخن سے شغف تھا لیکن اس کے اظہار کا مناسب موقع صنفِ نازک ہونے کے سبب میسر نہ آسکا۔ اپنے متعلق کہتی ہیں:

"گھر کا ماحول ادبی ہو تو شعری ذوق قدرتی طور پر پیدا ہو ہی جاتا ہے لیکن اس زمانے میں خواتین کی شاعری کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ پاکستان آکر بہت کچھ بدل گیا، محترم فدا خالدی نے اس سلسلے میں ہمت افزائی کی اور باقاعدہ شاعری شروع ہو گئی۔" ۲۷

اس بات کو اس سے بھی تقویت ملتی ہے کہ ان کے بڑے بھائی خلیق ابراہیم خلیق اور بھاوج حمرا خلیق کی تصانیف میں اہل خانہ سمیت تفصیلات ملتی ہیں لیکن ان کا ذکر نظر نہیں آتا۔ بھتیجے بھی اس سلسلے میں بات کرتے ہوئے کتراتے ہیں۔ اورینٹل کالج کراچی میں داخلہ لیا تو یہاں فدا خالدی دہلوی انھیں علم عروض پڑھایا کرتے تھے اور یہ اُن سے شعر و سخن سے متعلق کرید کرید کر سوالات کرتیں اور انھیں یاد رکھتیں یوں ان کے جذبات کی تسکین کا سامان میسر آنے لگا اور وہ شوق جو حالات وواقعات کے سبب دب سا گیا تھا عود کر آیا اور شعر و سخن کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اس سلسلے میں فدا خالدی دہلوی کہتے ہیں:

"ان کا ذوق وشوق دیکھ کر میں ان کو باقاعدہ شعر گوئی کا مشورہ دیا اور نصرتؔ تخلص تجویز کیا اور اسی وقت سے یہ معینہ نصرتؔ کے نام سے مشہور ہیں۔ شعر گوئی کی صلاحیت ان میں پہلے سے موجود تھی میرا کام معاملاتِ فن میں ان کی رہنمائی کرنا تھا انھوں نے اپنی ذہانت اور مطالعہ سے اس کمی کو بڑی جلدی پورا کر لیا اور کچھ ہی دنوں بعد ان کو اصلاح کی ضرورت نہ رہی۔" ۲۸

معینہ نصرت ایک خوش فکر شاعرہ تھیں، جو محفلوں میں نعت، غزل، اور منظوم کلام پڑھا کرتی تھیں۔ حیدرآباد اور کراچی کے مشاعروں اور ادبی تقریبات میں شرکت کرتی رہیں۔ حیدرآباد میں "بزمِ فروغ ادب" سید کاظم حسنی، "مجلسِ مصنفین" حمید انجم، لطیف آباد، حیدرآباد (29 مارچ 2024ء)، "معارفِ رسالت ﷺ" پروفیسر فاروق مغل اور "ایوانِ ادب"، "جلیسانِ ادب" عزیز احمد وارثی میں شرکت کرتی رہی ہیں۔ "معارفِ رسالت ﷺ" کے زیرِ اہتمام لطیف آباد یونٹ نمبر 10 اور پروفیسر صدرالدین میؤ کے بنگلے پر مشاعروں اور ادبی نشستوں میں شرکت کرتی رہی ہیں۔ کراچی میں مقیم پشاور کے افسانہ نگار طاہر آفریدی کے افسانوی مجموعے "دیدن" کی اشاعت نومبر 1982ء میں ہوئی۔ بعد ازاں، 14 جنوری 1983ء کو "ایوانِ ادب" کے زیرِ اہتمام اس کی ایک تعارفی تقریب کرنل انوار احمد کی زیرِ صدارت کراچی میں منعقد ہوئی، جس میں معینہ نصرت نے منظوم کلام پیش کیا۔ کراچی میں ان کی رہائش گاہ بی 7، عابد اسکوائر، فیڈرل بی ایریا کے فلیٹ پر مشاعرے منعقد ہوتے رہے ہیں۔

نمونۂ کلام

- روایتاً تو مجھے اس سے ہارنا ہو گا　　اگر میں جیت گئی سوچتی ہوں کیا ہو گا
- قدم رکھنے سے پہلے سوچ لیجیے　　محبت میں کہیں وقفہ نہیں ہے
- وہ ایک سادہ مزاج لڑکی چھپا نہ سکتی تھی دل کی حالت　　وہ
- ایک معصوم شخصیت تھی اور اس کی مشکل کتاب چہرہ
- نامکمل ہیں ٹھہریے ابھی تصویر کے رنگ　　ہم نے جی بھر کے ابھی آپ کو دیکھا بھی نہیں
- تمام عمر جلاتے رہے چراغ امید　　تمام عمر امیدوں کے درمیاں گزری
- فقط اک مسئلہ ہے فاصلہ تو　　ہزاروں مسئلے ہیں قربتوں
- کچھ لوگ مصلحت کے گھر رولتے　　کچھ نیکیوں کے شوق میں سچ بولتے رہے
- پہلے فنکار کو برباد کرے گی دنیا　　شہر پھر نام سے آباد کرے گی دنیا
- آج اندھیروں میں ہیں خود شمع جلانے والے　　راستہ بھول گئے راہ دکھانے والے
- بات اور بھی بڑھ جاتی ،بات دور تک جاتی　　ہم بھی گفتگو کرتے گر اسی کے لہجے میں

بہ طور نثر نگار

اگرچہ ان کی نثری نگارشات کوشش کے باوجود تاحال دستیاب نہیں ہو سکی ہیں مگر امکان ہے کہ نثر میں بھی لکھا ہو گا کتاب کے پیش لفظ میں ”حقیقت حال“ کے عنوان سے نثری ٹکڑا ملاحظہ کیجیے:

”گھر کا ماحول ادبی ہو تو شعری ذوق قدرتی طور پر پیدا ہو ہی جاتا ہے لیکن اس زمانے میں خواتین کی شاعری کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ پاکستان آکر بہت کچھ بدل گیا، محترم فدا خالدی نے اس سلسلہ میں ہمت افزائی کی اور باقاعدہ شاعری شروع ہو گئی اور جو کچھ ہے آپ کے سامنے ہے، کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ مجموعہ شائع کرایا جائے لیکن کرم فرماؤں کا اصرار جاری رہا اور آخر کار وہ اس میں کامیاب ہو گئے ۔ میں اپنے برادرِ محترم خلیق ابراہیم کی سپاس گزار ہوں جن کی شفقتوں کی بدولت میں اس مقام تک پہنچی۔ میں اپنے چھوٹے بھائی عقیل ابراہیم کی کاوشوں کی بھی معترف ہوں کہ اگر وہ دلچسپی نہ لیتے تو یہ کتاب طباعت کی منزل طے نہ کر پاتی۔“[۴۲]

حیدرآباد کے معروف شاعر، مضمون نگار اور مصنف پروفیسر ثاقب قریشی کہتے ہیں: ”معینہ نصرت افسانہ نگار تھیں ان کے افسانے رسائل میں پڑھے ہیں۔“[۴۳]

SCRR

مشاہیر ادب کی آرا

فرید شمسی علیگ لکھتے ہیں: معینہ نصرت کے کلام سے اُن کے مطالعہ ومشاہدے کی وسعت کا پتا چلتا ہے وہ پاکستان کی ان گنی چنی شاعرات میں سے ہیں جن کی فن پر گہری نظر بھی ہے اور شعر گوئی کا سلیقہ بھی۔ ان کے کلام میں چونکا دینے والے اشعار بھی ملتے ہیں اور خیالات کی ندرت بھی۔ زبان وبیان قدم قدم پر ان کے لکھنوی ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔ یقین ہے کہ یہ مجموعہ اہل ادب کی نظروں میں قابلِ وقعت ٹھہرے گا۔" ۴۴

معراج جامی کہتے ہیں: "۸۰ء میں جب استادی فدا خالدی کے ہاں جانا ہوا وہاں ایک فربہ خاتون تشریف فرما تھیں باہمی تعارف پر معلوم ہوا کہ معینہ نصرت ہیں فدا خالدی کی مجھ سے سینئر شاگرد ہیں۔ چودھری خلیق الزماں اور چودھری سلیم الزماں کی رشتہ دار ہیں۔ دوسری دفعہ کراچی کے ایک عالمی مشاعرے میں اُس وقت ملاقات ہوئی جب غلام ربانی تاباں تشریف لائے تو باہمی گفتگو کے دوران میں علم ہوا کہ دونوں لکھنؤ کے ایک ہی محلے کے تھے۔ نصرت یہاں کراچی میں عابد اسکوائر فیڈرل بی ایریا کے اپنے فلیٹ میں مشاعرے کراتی تھیں۔" ۴۵

آفتاب مضطر کہتے ہیں:

"معینہ نصرت استاد بہن تھیں، وہ پاک اورینٹل کالج میں استاد فدا خالدی کی شاگرد تھیں اور اُن سے علم عروض سیکھا کرتی تھیں۔ فرید شمسی کی ادبی تنظیم حلقہ یاران سخن سے وابستہ تھیں اور ان سے شادی کر لی تھی۔ ۸۹ء تک دیکھا تھا۔ مشاعروں میں ان کی ایک غزل فرمائش کر کے سنی جاتی تھی جس کا شعر ہے:

غموں کا ذکر تفریحانہ کیجیے ابھی غم آپ نے دیکھا نہیں ہے

محمد اسلام کہتے ہیں:

"معینہ نصرت میرے نانا فدا خالدی کی شاگرد تھیں اور رینٹل میں نانا علم عروض کی کلاس لیا کرتے تھے یہ بھی وہیں پڑھتی تھیں اور اصلاح لیتی تھیں۔ ننھیال میں انھیں جب دیکھا ساڑھی پہنے ہوئے دیکھا۔ جسم فربہ تھا، پڑھی لکھی اور نفیس طبیعت کی مالک تھیں۔ ماموں اور ہم انھیں آنٹی کہتے تھے۔" ۴۷

عزیز احمد وارثی کہتے ہیں:

"یہ مجھ سے سینیئر شاعرہ تھیں اور اچھا کلام کہنا جانتی تھی مشاعروں میں انھیں سینئر شعرا کے ساتھ کلام پڑھوایا جاتا تھا۔" ۴۸

اختتامیہ

معینہ نصرت حیدرآباد سندھ کی ایک خوش فکر شاعرہ تھیں ان کا تعلق علمی ،ادبی اور تہذیبی روایتوں کے مسکن لکھنؤ سے تھا لکھنؤ میں ان کے گھرانہ اسی ورثے کا امین تھا وہاں ان کے خانوادے کی دو نمایاں شناخت تھیں ایک طب اور دوسرا شعر و ادب۔ یہی شناخت تقسیم کے بعد بھی بر قرار رہی۔ معینہ نصرت کو شعر و ادب کی میراث بیک وقت ننھیال اور ددھیال دونوں سے ملی۔ ننھیال اور ددھیان دونوں طرف شعر و سخن کا ماحول قائم تھا۔ ایسے ماحول میں جنم لینے والی معینہ نصرت نے شعر و ادب میں اپنی بھرپور شناخت قائم کی۔ استاد فدا خالدی سے میدانِ سخن میں طبع آزمائی کی تحریک ملی اور عمدہ اشعار کہے۔ مشاعرے پڑھے۔ اندرون اور بیرونِ ملک شعرا میں انھیں بہ طورِ خاص سنا گیا اور سراہا گیا۔ ان کے اعزاز میں منعقدہ تقریبات میں کہنہ مشق شعرا نے انھیں ایک سخن ور تسلیم کیا جو ان کی عظمت کی دلیل ہے گویا معینہ نصرت کی ادبی حیثیت مسلمہ ہے۔ مسلمہ ادبی حیثیت کے سبب ضروری ہے کہ تذکروں میں ان کا تذکرہ کیا جائے تاکہ گمنام شعرا کے سلسلے کی ایک گمشدہ کڑی کا سرا جڑ سکے۔

حواشی و تعلیقات

۱۔ گفت گو "سید کاظم حسنی" حیدرآباد کی قدیم ادبی تنظیم "بزمِ فروغِ ادب حیدرآباد" کے صدر اور معروف شاعر۔

۲۔ "سندھ کے جدید اردو شعراء" از مشتاق علی جعفری، حیدرآباد، ۱۹۶۱ء۔

۳۔ "تذکرۂ شعرائے اردو حیدرآباد" ادبی تنظیم "نہال اجمیری، بزمِ فروغِ ادب (رجسٹرڈ) حیدرآباد" ۱۹۷۰ء۔

۴۔ "انکشاف" از صابر بن ذوقی،، مکتبۂ ذوقی، حیدرآباد ۹۰ء۔

۵۔ "تین شاعر" صابر بن ذوقی، مکتبۂ ذوقی، حیدرآباد ۹۰ء۔

۶۔ "تین شاعر" (حصۂ دوم)، سید ارتضا عزمی، مکتبۂ ذوقی، حیدرآباد ۱۹۹۱ء۔

۷۔ "ایک محقق۔ تین ادیب" از صابر بن ذوقی، مکتبہ ذوقی، حیدرآباد ۹۲ء۔

۸۔ "تذکرۂ شعرائے حیدرآباد" مسرور احمد زئی، جامعۂ سندھ، ۱۹۹۴ء۔

۹۔ ص ۹ تا ۱۰۴ "سندھ کے نعت گو" ماہ نامہ نعت لاہور شمارہ دسمبر ۲۰۰۰ء۔

۱۰۔ "حیدرآباد سندھ کے نعت گو شعرا" از سید توصیف احمد۔ س ن۔

۱۱۔ ص ۱۵۹ تا ۱۷۱، " حیدرآباد کے نعت گو" شہزاد احمد، سہ ماہی "عبارت" حیدرآباد، جولائی تا ستمبر ۲۰۰۳ء۔

۱۲۔ ’حیدرآباد کی اردو شاعرات‘‘ اَز شکیل احمد خان، سہ ماہی عبارت حیدرآباد میں جولائی تا ستمبر ۲۰۰۳ء۔

۱۳۔ ’’کہکشاں‘‘ پروفیسر مرزا سلیم بیگ، حاجی عدیل، حیدرآباد سندھ، ۹۷ء۔

۱۴۔ خوب صورت ادبی چہرے، تقی راجپوت، حیدرآباد ۲۰۱۲ء۔

۱۵۔ ’’ادبی چہرے (جلد اول)‘‘ اَز ظافر تشنہؔ۔ تلاش کے باوجود یہ تذکرہ نہیں مل سکا۔ تیسری جلد میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

۱۶۔ ’’ادبی چہرے (جلد دوم)‘‘ اَز ظافر تشنہؔ، تلاش کے باوجود یہ تذکرہ نہیں مل سکا۔ تیسری جلد میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

۱۷۔ ادبی چہرے (جلد سوم)، مشمولہ ’’ڈگڈگی‘‘ ظافر تشنہ، حیدرآباد، ۲۰۱۴ء۔

۱۷۔ ’’سخنورانِ حیدرآباد۔ جلد اول‘‘ عشرت علی خان، ۲۰۱۸ء۔

۱۹۔ ’’سخنورانِ حیدرآباد۔ جلد دوم‘‘ عشرت علی خان ۲۰۱۹ء۔

۲۰۔ تذکرۂ شعرائے لطیف آباد، عبدالحسیب گدی۔ غیر مطبوعہ۔ س،ن۔

۲۱۔ شعرائے حیدرآباد، پروفیسر ثاقب قریشی، حیدرآباد، ۲۰۲۱ء۔

۲۲۔ خودنوشت: ’’منزلیں گردِ راہ کی مانند‘‘ خلیق ابراہیم خلیق، اگست ۱۹۹۹ء، کراچی۔

۲۳۔ بھانجا۔

۲۴۔ ’’فن وادب میں ممتاز خلیق ابراہیم خلیق کا تذکرہ‘‘ ویب ڈیسک اے آر وائی نیوز ۲۹ ستمبر ۲۰۲۱ء۔

۲۵۔ عزیز وارثی، حیدرآباد کے شاعر، روزنامہ پاسبان حیدرآباد کے ادبی صفحے کے انچارج۔

۲۶۔ ’’تصویر کے رنگ اَز معینہ نصرت‘‘ حیدرآباد (سندھ) ۱۹۹۱ء۔

۲۷۔ ’’پیش لفظ‘‘ ص ۱۱ ’’تصویر کے رنگ‘‘ حیدرآباد سندھ، ۱۹۹۱ء۔

۲۸۔ معینہ نصرتؔ میری نظر میں‘‘، ص ۷، ’’تصویر کے رنگ حیدرآباد سندھ، ۱۹۹۱ء۔

۲۹۔ ص ۹۹ ’’حیدرآباد کی ادبی تنظیمیں اور فروغ ادب میں ان کا کردار‘‘ وثیق الرحمان صابرؔ، حیدرآباد ۲۰۱۸ء۔

SCRR

۴۰۔ آفتاب مضطر۔بذریعہ واٹس اپ ۱۵مارچ ۲۰۲۴ء۔

۴۱۔ ص۷، ”تصویر کے رنگ حیدرآباد سندھ ۱۹۹۱ء۔

۴۲۔ ص۸۔ ایضاً۔

۴۳۔ ص۸۔ ایضاً۔

۴۴۔ ص۸۔ ایضاً۔

۴۵۔ ص۸۔ ایضاً۔

۴۶۔ ص۸۔ ایضاً۔

۴۷۔ ص۸۔ ایضاً۔

۴۸۔ ص۸۔ ایضاً۔

۴۹۔ ص۹۔ ایضاً۔

۵۰۔ ص۹۔ ایضاً۔

۵۱۔ ص۹۔ ایضاً۔

۵۲۔ ص۱۱۔۔ ایضاً۔

۵۳۔پروفیسر ثاقب قریشی بذریعہ کال ۲۶ ستمبر ۲۰۲۴ء۔

۵۴۔فلیپ ”تصویر کے رنگ از معینہ نصرت“ چیف ایڈیٹر ماہ نامہ ” بساط “اور ہفت روز ”پنج لوک“ کراچی۔

۵۵۔انٹرویو ”معراج جامی“ بذریعہ فون ۱۵مارچ ۲۰۲۴ء۔

۵۶۔ آفتاب مضطر:بذریعہ واٹس اپ ۱۵مارچ ۲۰۲۴ء۔

۵۷۔ محمد اسلام:بذریعہ واٹس اپ ۱۵مارچ ۲۰۲۴ء۔

۴۸۔ عزیر احمد وارثی بذریعہ کال ۲۷ ستمبر ۲۰۲۴ء۔

SCRR